خبر و نظر

فروری 2008ء

شائع کردہ سفارت خانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ

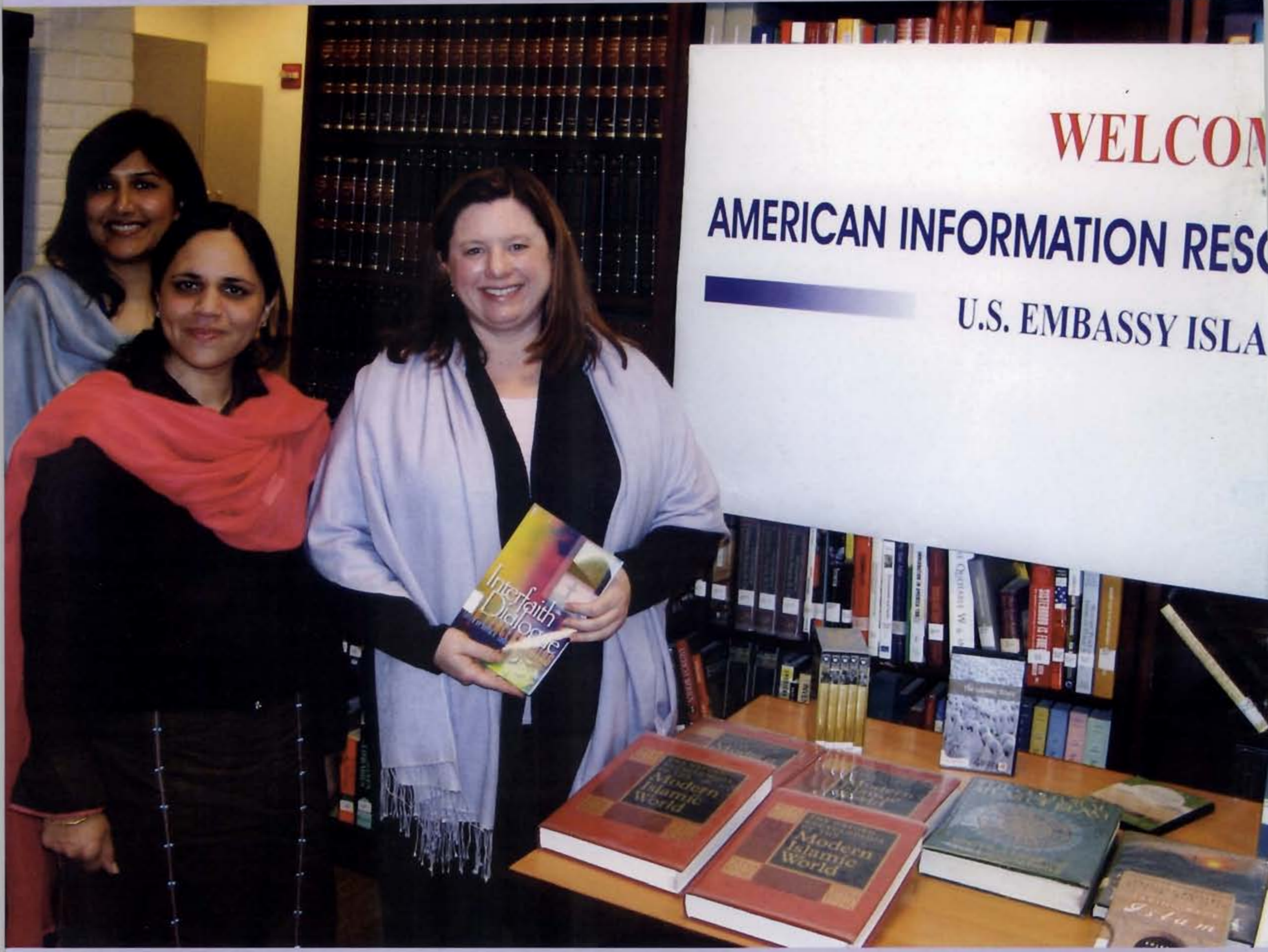

امریکی اطلاعات کے مراکز پاکستان میں فروغ علم کیلئے کوشاں

ٹیکسلا کے کھنڈرات کے تحفظ کیلئے امریکی اعانت

پاکستان میں انگلیوں کے نشانات کے خودکار نظام کا اجراء

امریکی قونصل خانہ پشاور کی سرگرمیاں

پشاور میں امریکی قونصل خانہ کی شعبہ امور عامہ کی معاون افسر ریا ملر جامعہ پشاور کے بین الاقوامی تعلقات اور تاریخ کے طالبعلموں کو امریکی انتخابی کالج کے حوالے سے ایک لیکچر دینے کے بعد طلبہ سے محو گفتگو ہیں

ریاست پینسلوانیا کی سینیٹ کے جان پچی جامعہ پشاور کے طالب علموں سے باتیں کر رہے ہیں۔ تقریب میں شعبہ امور عامہ کے افسر اسٹیو لیبنز، وائس چانسلر ڈاکٹر جاوید خان اور شعبہ امور عامہ کی معاون افسر ریا ملر بھی موجود ہیں۔ جان پچی امریکن کونسل آف ینگ پولیٹیکل لیڈرز کے وفد کے ساتھ پاکستان کے دورہ پر آئے تھے۔

پشاور میں امریکی قونصل خانہ میں انٹرنیشنل وزیٹر لیڈرشپ پروگرام کے سابق شرکاء کے اعزاز میں استقبالیہ سے پرنسپل آفیسر لین ٹریسی خطاب کر رہی ہیں۔

فروری 2008ء
شمارہ نمبر 2

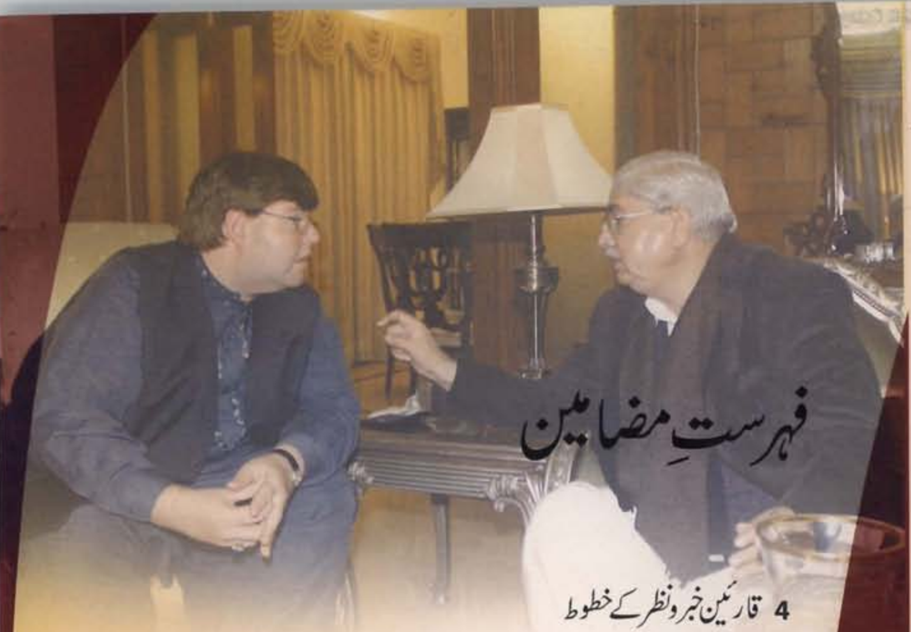

فہرستِ مضامین

4 قارئین خبر ونظر کے خطوط
5 پاکستان میں فروغِ علم کیلئے کوشاں امریکی اطلاعات کے مراکز
6 خیبر ٹی وی پر امریکی روایتی پکوان کی تیاری
7 لاہور میں امریکی قونصل خانہ کے پرنسپل آفیسر برائن ہنٹ کا دورہ فیصل آباد و سیالکوٹ
8 امریکی سفیر کا فنڈ برائے تحفظ ثقافت۔ ٹیکسلا کیلئے امداد
10 امریکی اعانت سے انگلیوں کے نشانات کے خودکار نظام کا اجراء
11 امریکی ترقی کا راز عوام کی محنت اور قیادت کی بصیرت میں مضمر ہے
14 ڈاکٹر رضا بخاری سے ایک خصوصی انٹرویو
15 پاکستان کے ساتھ امریکی تعلقات اہمیت کے حامل ہیں: سینیٹر لیبر مین
16 پاکستان کی قدیم ثقافت قابلِ ستائش ہے
18 امریکہ تحمل اور برداشت رکھنے والا معاشرہ
20 سمندری کچھوؤں کے تحفظ کا پروگرام

ایڈیٹران چیف

الیزبتھ اوکولٹن

مینیجنگ ایڈیٹر

میگن ایلس

شائع کردہ

شعبہ تعلقات عامہ
سفارت خانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ
رمنا-5، ڈپلومیٹک انکلیو، اسلام آباد
فون: 051-2080000 فیکس: 051-2278607
ای میل: Infoisb@state.gov
ویب سائٹ: http://islamabad.usembassy.gov

ڈیزائن

تجمل حسین چوراہی

طباعت

کلاسیکل پرنٹرز اسلام آباد

اردو سرورق

امریکی سفارتخانہ کی معاون پریس اتاشی میگن ایلس اسلام آباد میں امریکن انفارمیشن ریسورس سینٹر میں اسلامی نظریاتی کونسل کی اسکالر کے ہمراہ۔

قارئین خبرونظر کے خطوط

امریکی سرگرمیوں کی معلومات

دسمبر کے شمارے میں میڈیا کے حوالے سے کافی بات کی گئی ہے۔اس کی آزادی کتنی ضروری ہےاس کواجاگر کیا گیاہے۔آپ کا یہ خوبصورت میگزین ہمیں پاکستان میں امریکی سرگرمیوں سے متعلق کافی اچھی معلومات دیتا ہے۔ بحوالہ مضمون ''ہفتۂ بین الاقوامی تعلیم کی تقریبات''امریکی ترقی کا راز اُس کی تعلیمی شعبہ میں ترقی میں مضمر ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ جوقومیں حصولِ علم کے لئے محنت کرتی ہیں وہ ہمیشہ آگے ہی جاتی ہیں۔ امریکہ نے نہ صرف خودکوعلم کے شعبہ میں منوایا ہے بلکہ پوری دنیا میں تعلیم ،سائنس وٹیکنالوجی اوراس کے دیگرلوازمات کوبھرپورانداز میں پھیلایا ہےاوریہی اس ملک کی پہچان اورشناخت کے لئے کافی ہے۔

آصف انصاری جامشورو

''سیربین'' سے ''خبرونظر'' تک

''خبرونظر'' چندماہ سے پڑھ رہاہوں۔اس رسالے کے مطالعہ سے پاک امریکہ تعلقات سے آگاہی ہوتی ہے۔موجودہ شمارے میں میڈیا کی آزادی، بین الاقوامی ہفتۂ تعلیم اورانگریزی زبان کی تربیت کے بارے میں معلومات کاخزانہ ملا۔میں بچپن میں امریکی سفارت خانے کارسالہ ''سیربین''(Panorama) پڑھتا تھا اوراب اولڈ ایج میں ''خبرونظر'' پڑھ رہاہوں۔

پروفیسرخواجہ اعجازاحمد بٹ سیالکوٹ

تاریخ سے متعلق مضامین

''خبرونظر'' کے ذریعہ یہ بات واضح ہورہی ہے کہ امریکہ پاکستان کی ترقی اورخوشحالی چاہتاہےاورترقیاتی منصوبوں پر بڑی لاگت خرچ کررہاہے۔دسمبر کے شمارے میں یوایس ایڈ کے زیراہتمام جہلم میں ماؤں اوربچوں کے میلے کی رپورٹ، تعلیمی بہتری کے لئے شراکت داری، ایمبولینسوں کی فراہمی، امریکی اسٹیڈیز کانفرنس، اورصحافیوں کی تربیتی ورکشاپس سے متعلق مضامین پسندآئے لیکن امریکی تاریخ کے بارے میں معلوماتی کورس سے متعلق رپورٹ نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا کیونکہ قوموں کی شناخت اُن کی تاریخ اور ثقافت سے ہوتی ہے۔آپ کوشش کرکے امریکہ کی تاریخ وثقافت کے متعلق جامع مضامین شائع کرنے کا سلسلہ شروع کریں تو ہماری معلومات میں کافی اضافہ ہوگا۔

غلام عباس بھنبھرو خیرپورمیرس

منفرد رسالہ

شعبہ تعلقات عامہ کی جانب سے ماہنامہ ''خبرونظر''موصول ہوا۔یادآوری کاشکریہ۔اس رسالہ کامطالعہ کیا۔مواداورتحقیق کے اعتبار سے یہ رسالہ منفرد ہے۔آپ کے شعبہ نے جس محنت اورلگن سے اسے ترتیب دیا ہے وہ ایک مستحسن امر ہے۔اُچ شریف کے مزارات کی تزئین وآرائش کے لئے حکومت امریکہ نے محکمہ اوقاف پنجاب کو جو گرانٹ دی ہے وہ قابل قدراورقابل تحسین ہے۔حکومت امریکہ کے لئے اظہارتشکر ہے۔مزارات، مساجداوردینی مدارس کے لئے حکومت امریکہ کی امداد قابل قدرامر ہے، اسے جاری رہنا چاہئے۔''خبرونظر''میں پاکستان کے بارے میں معلومات اورامریکی حکومت کی جانب سے دنیا بھر کے لئے سماجی خدمات کے حوالے سے مواد شائع کرنا ایک مستحسن امر ہے۔

الحاج علامہ محمد مقصوداحمد چشتی قادری خطیب اعلیٰ، مسجد داتا دربار لاہور

فروغِ علم کیلئے کوشاں امریکی اطلاعات کے مراکز

لائبریریاں کسی بھی معاشرے کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور علم و اختراع کے لئے دروازے کا کام دیتی ہیں۔ امریکی لائبریریوں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ پاکستانیوں کو ضروری اور بروقت معلومات کی فراہمی کی ایک طویل تاریخ رکھتی ہیں۔ اس وقت پاکستان میں دو امریکی لائبریریاں کام کر رہی ہیں، جن میں سے ایک اسلام آباد میں ہے اور دوسری لاہور میں۔ ان لائبریریوں کو امریکن انفارمیشن ریسورس سنٹر کہا جاتا ہے اور یہ اسلام آباد میں امریکی سفارتخانے اور لاہور میں امریکی قونصل خانے میں قائم ہیں

یہ لائبریریاں پاکستان میں امریکی مشن کے امور عامہ کے شعبوں کا حصہ ہیں۔ یہ بنیادی طور پر حوالہ جات اور ریسرچ کی سروس ہے، جو عام لوگوں اور اداروں، اساتذہ، طلبا، دانشوروں، سرکاری ملازمین، صحافیوں اور غیر سرکاری تنظیموں کے لئے امریکہ کے بارے میں مستند معلومات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ ان لائبریریوں کا مشن یہ ہے کہ محققین کو امریکی سیاست، انتظامیہ، قانون، معاشیات، معاشرے، ثقافت اور فنون کے بارے میں متوازن اور تازہ ترین معلومات فراہم کی جائیں۔

امریکی لائبریری میں 1,500 کتابیں، 300 دستاویزی فلمیں اور ویڈیوز اور 40 رسالے دستیاب ہیں۔ اس کے علاوہ 50 بآسانی رسائی ممکن ہے۔ ان ڈیٹا بیس میں Gale Info Trac One File ، Ebscohost، Proquest، Lexis/Nexis اور Factiva جیسی ڈیٹا بیس شامل ہیں۔ لائبریری کا اسٹاف معلومات طلب کرنے والوں کو متعلقہ مواد فراہم کرتا رہتا ہے۔ اس مقصد کے لئے متعلقہ عملہ پرنٹ اور الیکٹرانک مطبوعات اور ویب ٹیکنالوجی کے دستیاب وسائل کو بڑی مہارت سے استعمال کرتا ہے۔

پاکستان میں قائم امریکی لائبریریوں کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ امریکہ اور پاکستان کے درمیان دوطرفہ تعلقات کو فروغ دیا جائے اور ان میں افہام و تفہیم بڑھائی جائے۔ ہماری سرگرمیوں کا محور ایسی معلومات کی فراہمی ہے، جن سے پاکستان کو اپنی اُن کوششوں میں مدد مل سکے، جو وہ جمہوری اداروں کے استحکام، فروغ تعلیم، علاقائی استحکام اور بین الاقوامی دہشت گردی کی روک تھام کے لئے کر رہا ہے۔ صحیح اور مستند معلومات فراہم کر کے امریکن انفارمیشن ریسورس سنٹرز امریکہ اور پاکستان کے درمیان مفاہمت کے پُل تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔

باہمی مفاہمت کے اسی مقصد کو آگے بڑھانے کے لئے ریسورس سنٹرز کا اسٹاف باقاعدگی سے مذاکروں، انٹرنیٹ سرچ ورکشاپوں، ویب چیٹ اور مقررین کے پروگراموں کا اہتمام کرتا رہتا ہے۔ ای لیٹریسی پروگرام بھی بہت کامیاب ثابت ہوا ہے۔ ہم بہت سے موضوعات پر پروگرام ترتیب دیتے ہیں، جن میں خواتین کے خلاف تشدد کا خاتمہ، امریکہ کا قانونی نظام، معلومات کا نیا نیٹ ورک، اکیسویں صدی میں لائبریریوں کی افادیت، امریکہ میں تعلیم اور ماحولیات کے بارے میں آگہی وغیرہ شامل ہیں۔ ریسورس سنٹرز کا پروفیشنل اسٹاف باقاعدگی سے پاکستان کے اہم اداروں کے دورے بھی کرتا ہے، جہاں وہ امریکہ کے بارے میں تازہ ترین معلومات فراہم کرتا ہے، نئی انفارمیشن ٹیکنالوجی متعارف کراتا ہے
ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ آپ ذاتی طور پر امریکن انفارمیشن ریسورس سینٹرز کا دورہ کریں یا فون فیکس یا ای میل کے ذریعہ رابطہ کر کے ان میں دستیاب اطلاعات کے ماخذ کو دریافت کریں۔ آپ

ریجنل انگلش لینگویج آفیسر رچرڈ بوئم امریکن انفارمیشن ریسورس سینٹر لاہور میں ایک ورکشاپ منعقد کرا رہے ہیں

امریکی سفارتخانہ، اسلام آباد کے امریکن انفارمیشن ریسورس سینٹر میں انگریزی زبان کے حوالے سے منعقد ہونے والی ایک ورکشاپ کے شرکاء کتابیں دیکھ رہے ہیں۔

ہمارے ماہر عملہ کو اپنے گروپ یا ادارہ کا دورہ کرنے کیلئے بھی مدعو کر سکتے ہیں۔ ہم آپ کی آراء کے منتظر ہیں۔ پیشگی وقت لینے یا کسی معلومات کے حصول کیلئے امریکن انفارمیشن ریسورس سینٹر میں رابطہ کرنے سے ہرگز نہ ہچکچائیں

امریکن انفارمیشن ریسورس سینٹر، اسلام آباد
امریکی سفارتخانہ، ڈپلومیٹک انکلیو, رمنا 5، اسلام آباد
فون: 2082781, 2080000 فیکس: 2273370 ای میل: ircisb@state.gov
ویب سائٹ: http://islamabad.usembassy.gov/pakistan/irc.html

امریکن انفارمیشن ریسورس سینٹر، لاہور
50، شاہراہ حمید بن بدلیس، (پرانی ایمپریس روڈ) نزد شملہ روڈ لاہور، پاکستان
فون: 042-603-4243 فیکس: 042-603-4220 ای میل: irclahore@state.gov

امریکی روایتی پکوان کی تیاری

25 دسمبر 2007ء کو خیبر ٹیلی ویژن نے کرسمس کے حوالے سے ایک کوکنگ شو دکھایا جس میں پشاور میں امریکی قونصل خانہ کی شعبہ امور عامہ کی معاون افسر ریا ملر امریکہ کے ایک روایتی پکوان شوگر کو کیز پکانے کا مظاہرہ کیا۔ یہ پروگرام پشتو زبان میں تھا جس میں ریا ملر نے یہ بتایا کہ امریکی لوگ خاندان کے اکٹھا ہونے کو کتنی اہمیت دیتے ہیں اور اپنی خوشیوں میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔ شعبہ امور عامہ کے افسر اسٹیو ولبینز نے بھی پروگرام میں شرکت کی اور ارونگ برلن کی تخلیق "White Christmas" ناظرین کو سنائی۔ خیبر ٹی وی صوبہ سرحد، قبائلی علاقوں، افغانستان اور خلیجی ریاستوں میں پشتو زبان بولنے والوں میں دیکھا جاتا ہے۔

پشاور میں امریکی قونصل خانہ کی شعبہ امور عامہ کی معاون افسر ریا ملر امریکہ کے ایک روایتی پکوان شوگر کو کیز پکانے کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔

پاکستان میں جمہوریت کے فروغ کیلئے امریکی عزم کا اعادہ

لاہور میں امریکی قونصل خانہ کے پرنسپل آفیسر برائن ہنٹ نے فیصل آباد اور سیالکوٹ کا دوروزہ دورہ کیا اور اضلاع کی ممتاز شخصیات اور قومی سیاسی جماعتوں کے انتخابی امیدواروں سے ملاقاتیں کیں۔ ملاقاتوں میں پاک امریکی تعلقات، دہشت گردی کے خلاف جنگ اور ملک میں آئندہ انتخابات کے حوالے سے جمہوری اداروں کی تعمیر کے بارے میں بات چیت کی گئی۔

پرنسپل آفیسر برائن ہنٹ نے ملاقاتوں میں جمہوریت اور پاکستان میں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کے انعقاد کیلئے اعانت کرنے کے امریکی عزم کا اعادہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں منصفانہ اور شفاف انتخابات میں امداد کرنے کے امریکی عزم کی وجہ سے حکومت امریکہ نے انتخابی فہرستوں کو کمپیوٹرائزڈ کرنے اور شفاف بیلٹ باکس مہیا کرنے کیلئے 28 ملین ڈالر کی امداد فراہم کی ہے۔ سیاسی شخصیات نے ان ملاقاتوں میں پاکستان اور امریکہ کے درمیان طویل مدت اور پائیدار تعلقات اور تعاون جاری رکھنے کے بارے میں امید ظاہر کی۔

امریکی قونصل خانہ لاہور کے پرنسپل آفیسر برائن ڈی ہنٹ پاکستان مسلم لیگ (ق) پنجاب کے سیکریٹری جنرل اور سابق وزیر مواصلات وصوبائی رابطہ چوہدری ظہیرالدین کے ہمراہ۔

امریکی قونصل خانہ لاہور کے پرنسپل آفیسر برائن ڈی ہنٹ مسلم لیگ (ن) کے امیدواروں رانا ثناءاللہ خان، فقیر حسین ڈوگر، شیخ اعجاز احمد، ملک نواز، محمد افضل خان اور خواجہ اسلام کے ساتھ۔

امریکی قونصل خانہ لاہور کے پرنسپل آفیسر برائن ڈی ہنٹ پی پی پی کے انتخابی امیدوار رانا آفتاب احمد اور جہانزیب امتیاز گل کے ہمراہ۔

امریکی قونصل خانہ لاہور کے پرنسپل آفیسر برائن ڈی ہنٹ سیالکوٹ کے ضلعی ناظم اکمل چیمہ کی رہائش گاہ پر قومی اسمبلی کے اسپیکر چوہدری امیر حسین سے محوگفتگو ہیں۔

سفارتی فنڈ کے ذریعے ٹیکسلا میں آثارِ قدیمہ کی حفاظت

پاکستان میں امریکی سفارت خانہ ٹیکسلا میں آثارقدیمہ '' جناں دی ڈھیری '' کے لئے (جو ایک بودھ خانقاہ ہے) سفارتی فنڈ برائے تحفظ ثقافت کے ذریعے مالی امداد دے رہا ہے۔ یہ فنڈ مختلف ملکوں کو ثقافتی ورثے کی حفاظت میں مدد دینے کے لئے 2001 میں قائم کیا گیا تھا۔

امریکی سفارت خانے اور پاکستان کے محکمہ آثار قدیمہ نے 'جناں دی ڈھیری '' کے منصوبے کیلئے 2005 میں 32,887 ڈالر کی گرانٹ پر دستخط کئے تھے۔ اس منصوبے پر کام جاری ہے۔اس جگہ پر اب تک جو کام ہو چکا ہے، اس میں بودھ خانقاہ کے علاقے میں آثارقدیمہ کی تلاش کے لئے کھدائی کی گئی ہے، بودھ عبادت خانوں کی مرمت اور حفاظت کا انتظام کیا گیا ہے، نکاسیءآب کا بندوبست کیا گیا ہے اور ایک سڑک کا رخ تبدیل کیا گیا ہے، جو پہلے یہاں سے گزرتی تھی۔

اس منصوبے کے ڈائریکٹر محمد بہادر خان کے بقول "جناں دی ڈھیری" کے آثارقدیمہ کی بحالی کے پروگرام سے نہ صرف یہ آثارقدیمہ تباہ ہونے سے بچ جائیں گے، بلکہ آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ بھی ہو جائیں گے۔ اس منصوبے کی تکمیل سے ملکی اور غیر ملکی سیاح یہاں آئیں گے، جس سے علاقے میں سیاحت کی صنعت کو فروغ حاصل ہوگا، اور ملکی اور غیر ملکی محققین میں دلچسپی پیدا ہوگی کہ وہ یہاں تحقیق کرنے آئیں۔"

اس منصوبے پر مقامی مزدور کھدائی اور بحالی کا کام کر رہے ہیں۔ اس سے انھیں نہ صرف مزدوری مل رہی ہے

بلکہ ضروری مہارت بھی حاصل ہو رہی ہے، جسے وہ علاقے میں دوسرے آثار قدیمہ کے لئے استعمال میں لا سکتے ہیں اور اس طرح فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اس منصوبے پر جو کام ہو رہا ہے، اس کے ہر مرحلے کی تصاویر بنائی جاتی ہیں اور رپورٹیں تیار کی جاتی ہیں، جس سے محققین کو یہ معلوم ہو سکے گا کہ اس منصوبے پر کس طرح کام ہوا۔

اسکولوں اور یونیورسٹیوں کے طلبا اور اساتذہ کو بھی دعوت دی جاتی ہے کہ وہ یہاں آئیں اور اس علاقے کی تاریخ کے بارے میں معلومات حاصل کریں اور یہ دیکھیں کہ آثار قدیمہ کی کس طرح مستقبل کے لئے حفاظت کی جا رہی ہے۔

امریکی سفارت خانہ اور اس کے قونصل خانوں نے پشاور میوزیم، لاہور میوزیم اور ٹیکسلا میوزیم کے ساتھ اہم شراکت داری قائم کر رکھی ہے، تا کہ ان عجائب خانوں کا براہ راست رابطہ امریکی عجائب خانوں سے قائم کیا جا سکے۔ کینیڈی سنٹر، واشنگٹن ڈی سی اور پاکستان کی وزارت ثقافت اور نیشنل کونسل آف دی آرٹس کے درمیان نئی شراکت داری 2006 میں شروع کی گئی تھی۔

امریکی سفارت خانہ اور حکومت پاکستان کے مختلف ادارے اور نجی شعبہ اس شراکت داری کو آگے بڑھاتے رہیں گے، جو پاکستان اور امریکہ کے درمیان وسیع البنیاد شراکت داری کا حصہ ہے۔

امریکی سفارتی فنڈ امریکی کانگریس نے 2001 میں قائم کیا تھا، جو اب تک دنیا بھر میں آثار قدیمہ کے تحفظ کے 379 منصوبوں کے لئے مجموعی طور پر 10 ملین ڈالر کی مدد دے چکا ہے۔ اس فنڈ کا بڑا مقصد یہ ہے کہ امریکہ کی خارجہ تعلقات کی پالیسی کے ایک لازمی حصے کے طور پر عالمی ثقافتی ورثے کو محفوظ کیا جائے۔ یہ فنڈ اس بات کا اظہار ہے کہ امریکہ کے لوگ "دوسروں کی ثقافت کا احترام کرتے ہیں۔"

" امریکی سفارتی فنڈ برائے تحفظ ثقافت پاکستان میں نو منصوبوں میں مدد دے رہا ہے، جو یہ ہیں: سرکپ (نزد ٹیکسلا)، پنجاب، مسجد مہابت خان، پشاور، مان سنگھ حویلی، قلعہ رہتاس، جہلم، بازار دروازہ مسجد وزیر خان، لاہور، جناں دی ڈھیری، ٹیکسلا، پنجاب، عالمگیری دروازہ، قلعہ لاہور، کاروان سرائے، گورکھتری، پشاور، پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی میں قدیم پشتو، عربی اور فارسی مخطوطوں کا تحفظ اور روضہ حضرت جلال الدین، اُچ شریف (نزد بہاولپور)، پنجاب۔"

ایک امریکی سیاح سارہ خان کا کہنا ہے کہ یہ مقام بڑا زبردست ہے۔ "میں یہاں رہنے والے لوگوں کے متعلق سوچتی ہوں جو یہاں پیدا ہوئے اور یہاں ہی مر گئے

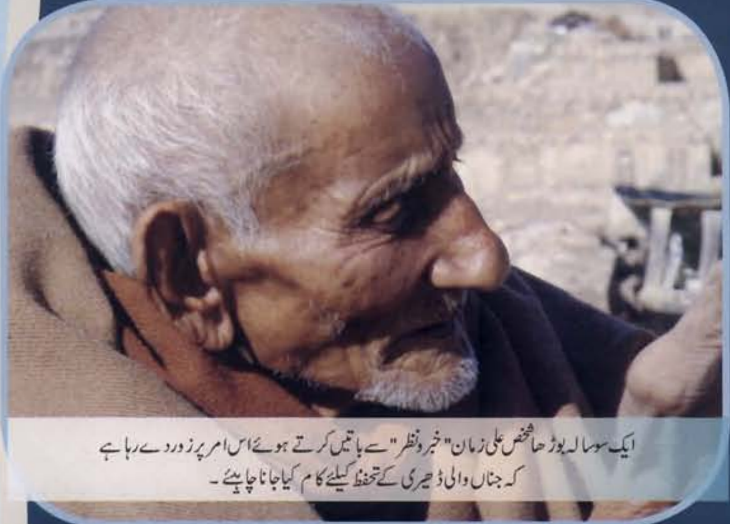

ایک سو سالہ بوڑھا شخص علی زمان "خبر و نظر" سے باتیں کرتے ہوئے اس امر پر زور دے رہا ہے کہ جناں والی ڈھیری کے تحفظ کیلئے کام کیا جانا چاہیئے۔

اسکول کے بچے ایک مطالعاتی دورہ کے دوران آثار قدیمہ کی تصویر کشی کر رہے ہیں۔

امریکی امداد سے پاکستان میں فنگر پرنٹس کی شناخت کے خودکار نظام کا اجراء

امریکی نائب سفیر پیٹر ڈبلیو بوڈی اسلام آباد میں وفاقی تحقیقاتی ادارہ کے صدر دفتر میں انگلیوں کے نشانات کے خودکار نظام کی افتتاحی تقریب سے خطاب کررہے ہیں۔ تصویر میں وزیر اعظم محمد میاں سومرو، وفاقی وزیر داخلہ ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل حامد نواز

امریکی نائب سفیر پیٹر ڈبلیو بوڈی نے 25 جنوری 2008ء کو پاکستان میں انگلیوں کے نشانات لینے کے خودکار نظام (PAFIS) کا افتتاح کیا اور کہا کہ یہ پاکستان میں پولیس کی صلاحیتوں کو جدید خطوط پر استوار کرنے کی جانب اہم پیش رفت ہے اور قانون کے نفاذ کیلئے باہمی تعاون کی شاندار مثال ہے۔

امریکی سفارتکار نے کہا کہ میں اُن پاکستانیوں اور امریکیوں کی ثابت قدمی اور لگن کو سلام پیش کرتا ہوں، جنہوں نے اِس نظام کو قابل عمل بنانے کیلئے مل جل کر کام کیا۔ پاکستان کے پاس اب انگلیوں کے نشانات جمع کرنے کا ایک مرکزی، یکساں اور جدید طریقہ کار موجود ہے۔

امریکہ میں قائم ایک فرم لاک ہیڈ مارٹن نے اس پانچ سالہ منصوبہ PAFIS کو وضع کیا اور پایہ تکمیل کو پہنچایا ہے اور اس منصوبہ کی مالیت 13 ملین ڈالر ہے، جس کیلئے امریکی محکمہ خارجہ کے شعبہ بین الاقوامی منشیات ونفاذِ قانون امور نے امداد فراہم کی ہے۔ اس منصوبہ کے پاکستانی اشتراک کار نیشنل پولیس بیورو، پولیس سروس آف پاکستان اور وفاقی تحقیقاتی ادارہ ایف آئی اے ہیں۔

امریکی نائب سفیر بوڈی نے کہا کہ PAFIS پاکستان میں ایک جدید ترین قانون کے نفاذ کا نظام لایا ہے اور اس سے پاکستان میں دہشت گردی اور مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث افراد کو شناخت کرنے کیلئے قانون نافذ کرنے والے اداروں کی صلاحیتوں میں کئی گنا اضافہ ہوجائے گا۔

وزیر اعظم محمد میاں سومرو خودکار نظام کا معائنہ کررہے ہیں۔ تصویر میں اعلیٰ حکام اور نائب امریکی سفیر پیٹر بوڈی بھی نظر آرہے ہیں۔

PAFIS کے اجراء سے قبل تفتیشی اہلکار انگلیوں کے نشانات کا موازنہ دستی طور پر کرتے تھے جس میں زیادہ وقت درکار ہوتا تھا اور معلومات حاصل کرنے کا ایک غیر مفید طریقہ کار تھا۔ اب PAFIS کے اجراء کے ساتھ پاکستان کے پاس یہ صلاحیت ہے کہ وہ ہر مجرم کی انگلیوں کے نشانات مرکزی ڈیٹا بیس میں محفوظ کرسکتا ہے جو ملک بھر میں کہیں بھی پکڑا جائے۔ پولیس ملک کے گوشے گوشے سے جرم کے جائے وقوعہ سے حاصل ہونے والے فنگر پرنٹس کا اسلام آباد میں مرکزی ڈیٹا بیس میں ریکارڈ انگلیوں کے نشانات سے موازنہ کرسکتی ہے۔

PAFIS نے اپنے آپریشن کے ابتدائی مہینوں میں ہی اچھے نتائج پیش کئے ہیں۔ پاکستانی پولیس نے جو 440,000 انگلیوں کے نشانات محفوظ کئے ہیں، اُن میں لگ بھگ 122,000 فنگر پرنٹس ڈیٹا بیس میں پہلے ہی فعال ہیں۔ یہ نظام دُور واقع 52 ٹرمینلز سے منسلک ہے اور مستقبل میں اس میں مزید توسیع کی جائے گی۔

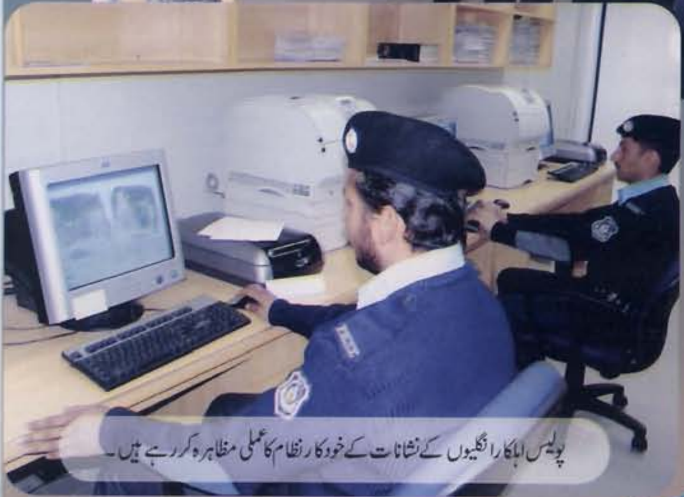

پولیس اہلکار انگلیوں کے نشانات کے خودکار نظام کا عملی مظاہرہ کررہے ہیں۔

امریکی ترقی کا راز
عوام کی محنت اور قیادت کی بصیرت

تحریر: امتیاز متین

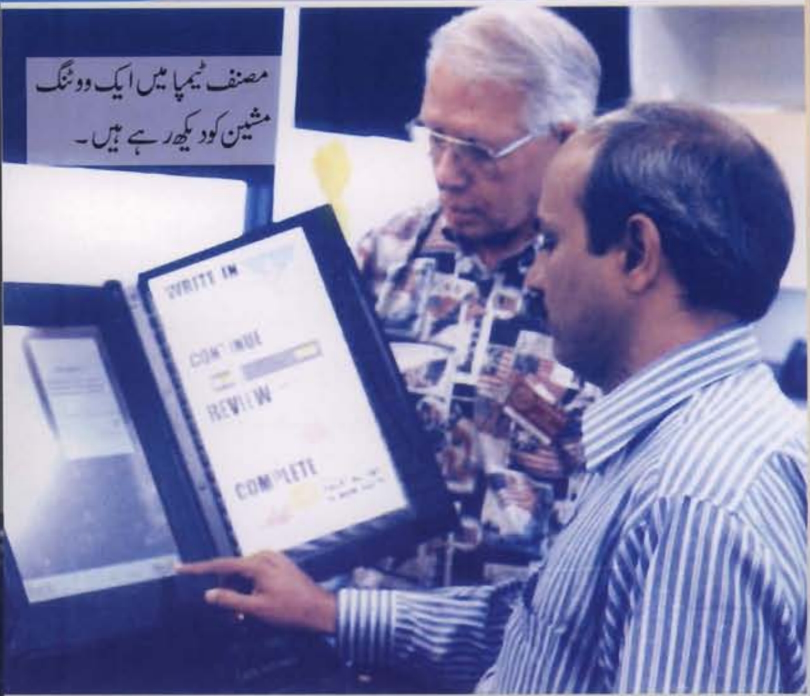

مصنف ٹیمپا میں ایک ووٹنگ مشین کو دیکھ رہے ہیں۔

مصنف امتیاز متین سینٹ پیٹرز برگ کے پوائنٹر انسٹی ٹیوٹ میں۔

امریکہ کے مخالفین اس کے بارے میں اور وہاں کی تہذیب اقدار اور بے باک آزادی کے بارے میں بہت سی باتیں کرتے ہیں۔ 26 ستمبر تا 15 اکتوبر 2004ء تک کے انٹرنیشنل وزیٹرز پروگرام کے تحت مجھے امریکہ جانے اور وہاں کی تہذیب، معاشرت اور ترقی وخوشحالی کو دیکھنے اور وہاں کے نظام کو سمجھنے کا موقع ملا اور یہ تجزیہ کرنے کا موقع ملا کہ امریکہ کیوں کر اس بلندی تک پہنچ سکا ہے۔ یہ وہ دور تھا جب صدارتی انتخاب کی سرگرمیاں عروج پر تھیں اور لوگوں کی توجہ صدارتی امیدواروں کی تقاریر پر تھی کہ کون سا امیدوار کیا کہہ رہا ہے۔

ابتدائی ملاقات کے بعد استقبالیہ لنچ واشنگٹن ڈی سی کے ایک معروف ہوٹل میں دیا گیا۔ میرے لئے ڈشز کے انتخاب کا مسئلہ درپیش تھا کیونکہ میری نشست کورٹنی اور جوشوا کے ساتھ ہی تھی اس لئے اس معاملے میں میری مدد جوشوا نے کی، بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ میں نے یہ کہہ کر ساری ذمہ داری جوشوا کے سر پر ڈال دی تھی کہ میرے لئے یہ ساری ڈشز بالکل نئی ہیں اس لئے جو بھی منگوائیں گے وہ میرے لئے بالکل نیا ہوگا۔ بعد ازاں جوشوا نے اپنا تعارف کراتے ہوئے یہ بھی کہا کہ وہ ایک یہودی ہیں۔ لیکن دوسرے لوگ دوسری باتوں میں لگ گئے اس لئے وہ بات بیچ میں ہی رہ گئی، حقیقت یہ ہے کہ یہ میری کسی یہودی مذہب سے تعلق رکھنے والے شخص سے پہلی ملاقات تھی۔ یوں بھی تاریخی پس منظر میں دیکھا جائے تو یہودی اور مسلمان ایک دوسرے کے کزنز ہی تو ہیں۔ اگر یہودی حضرت اسحاق کی اولاد ہیں تو مسلمان حضرت اسمٰعیل کی اولاد ہیں جو دونوں بھائی تھے۔ جوشوا سے ہماری جتنے دن بھی واشنگٹن ڈی سی میں ملاقات ہوئی وہ ہم سے اردو کا کوئی نہ کوئی لفظ سیکھنے کی کوشش کرتے رہے جو ہم انہیں رومن میں لکھ کر بتاتے بھی رہے اور الوداعی ملاقات میں تو انہوں نے پوری الوداعی تقریر اردو میں کی جو وہ اپنے کسی پاکستانی دوست سے رومن اردو میں لکھوا کر لائے تھے۔ گو کہ اس مختصر تقریر کے دوران گھبراہٹ سے ان کا سانس پھول گیا تھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنی تقریر جاری رکھی۔

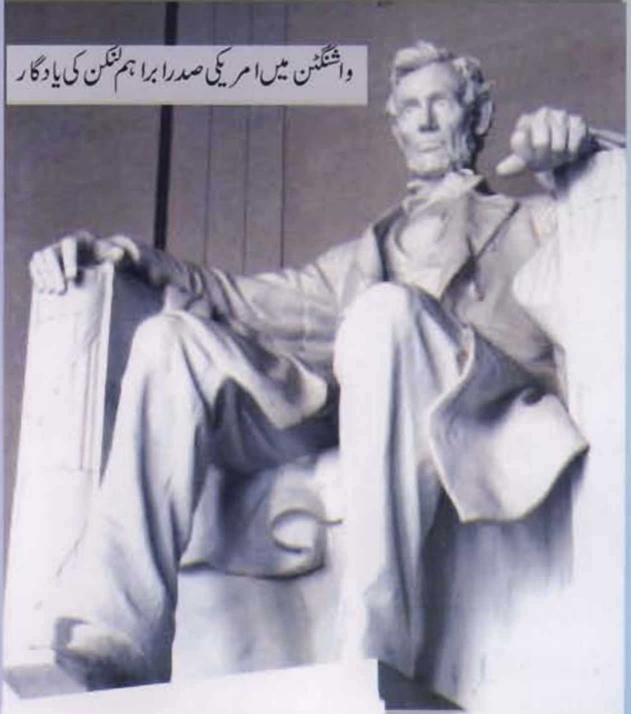
واشنگٹن میں امریکی صدر ابراہم لنکن کی یادگار

انٹرنیشنل وزیٹرز پروگرام کے تحت امریکہ کا دورہ کیے ہوئے تین سال سے زیادہ کا عرصہ بیت چکا ہے، لیکن اس دورے کے شعوری اثرات اب تک برقرار ہیں۔ بنیادی طور پر اس دورے کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کے لوگوں کا امریکہ سے تعارف کرایا جائے کہ وہاں کا نظام حکومت کیسے چلتا ہے، ادارے کیسے کام کرتے ہیں؟ سیاست کس انداز سے کی جاتی ہے۔ چھوٹے اور بڑے شہروں کے عوام کا طرز زندگی کیسا ہے اور میڈیا کا معاشرے میں کیا

امتیاز متین اردو ہفت روزہ "اخبارِ جہاں" کے ڈپٹی ایڈیٹر ہیں۔ انہوں نے 26 ستمبر سے 15 اکتوبر 2004ء تک انٹرنیشنل وزیٹرز لیڈرشپ پروگرام کے تحت امریکہ کا دورہ کیا جس میں پاکستان اور بھارت کے صحافی شامل تھے۔ ان کے پروگرام کا موضوع تھا "امریکی انتخابات 2004ء پریس کا کردار"۔

کردار ہے اور وہ کیسے کام کرتا ہے۔ میڈیا کے حوالے سے یہ بات کہنا ضروری ہے کہ آزادی کے باوجود امریکی میڈیا ضابطہ اخلاق کی پاسداری کرتا ہے۔ کون سے پروگرام دکھانے ٹی وی پر کب دکھانے چاہیں یا بالکل نہیں دکھانے چاہیں، اس بات کی پابندی کی جاتی ہے۔

مصنف سی ایٹل میں ریڈیو KUOW کے دورے کے دوران۔

یوں تو واشنگٹن ڈی سی میں دیکھنے کے لئے بہت کچھ ہے لیکن یہ بات بلاتردد کہی جاسکتی ہے کہ انٹرنیشنل افیئرز سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے وزارت خارجہ کا دورہ کرنا بہت اچھا تجربہ ثابت ہوسکتا ہے۔ وزارت خارجہ کی وسیع و عریض عمارت کے استقبالیہ ہال میں دنیا بھر سے آنے والے مہمانوں کی لمبی قطاریں دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں کام کس رفتار سے ہو رہا ہے۔ ہم اندر جانے کے لئے جس قطار میں کھڑے ہوئے وہیں ہمارے ساتھ جرمن بحریہ کے اعلیٰ افسران بھی کھڑے تھے جو کسی اہم مسئلے پر بات کرنے آئے تھے۔ بہر حال وزارت خارجہ کی مختصر بریفنگ اور سوال و جواب کا سلسلہ کافی سود مند رہا۔ واشنگٹن ڈی سی میں مختلف بین الاقوامی معاملات پر گفتگو کے دوران یہ بات محسوس ہوئی کہ چونکہ وہاں بھارت سے آنے والوں کی تعداد کافی زیادہ ہے اس لئے وہاں ہر معاملے پر بھارتی نکتہ نظر کے چرچے زیادہ ہیں۔

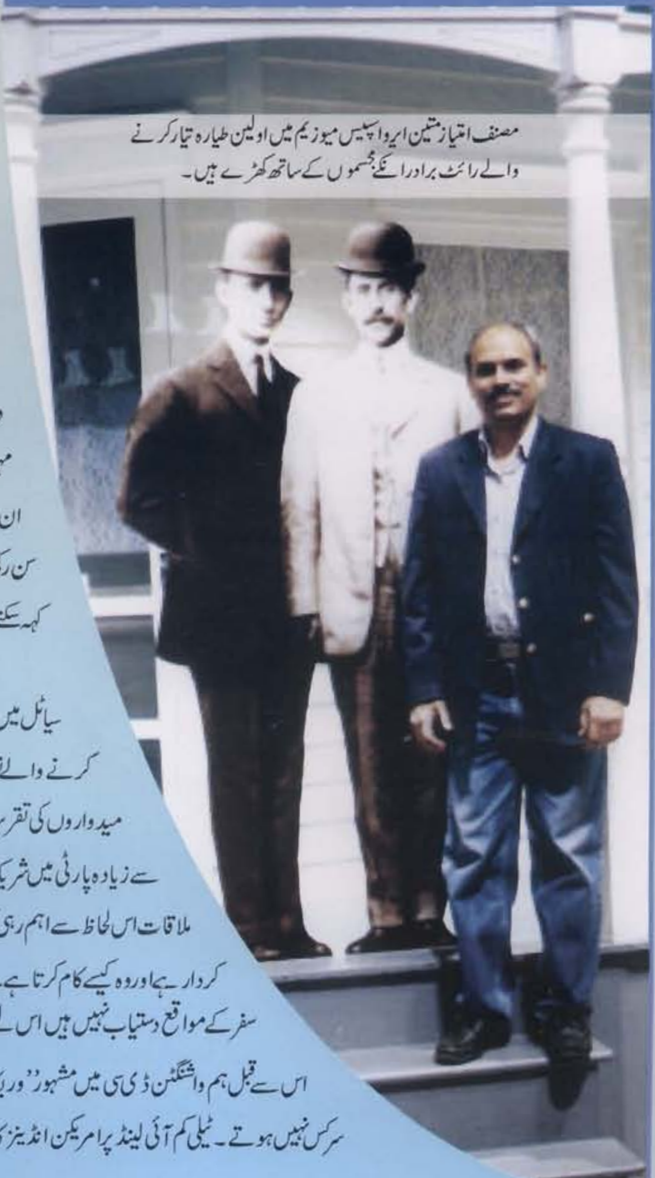

مصنف امتیاز متین ایرواسپیس میوزیم میں اولین طیارہ تیار کرنے والے رائٹ برادران کے مجسموں کے ساتھ کھڑے ہیں۔

واشنگٹن ڈی سی کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ کیپیٹل ہل سے لے کر ابراہم لنکن کی یادگار تک وسیع و عریض پارک ہے اور اس پارک کے اطراف میں موجود بہت ساری قدیم اور جدید عمارتوں میں مختلف میوزیم بنا دیے گئے ہیں، جن میں سے ہر ایک عجائب گھر کو دیکھنے کے لئے کم از کم ایک ایک دن درکار ہے۔ واشنگٹن ڈی سی کا ایرواسپیس میوزیم ہوا بازی اور خلائی سفر سے دلچسپی رکھنے والوں توجہ کا مرکز بنتا ہے۔ جہاں رائٹ برادرز کے پہلے ہوائی جہاز سے لیکر چاند گاڑی اور مریخ پر جانے والے ''روور'' تک رکھے گئے ہیں اور ایوی ایشن کی تاریخ کے نوادرات یہاں کافی بڑی تعداد میں رکھے گئے ہیں۔ رائٹ برادرز کے ہال میں تو ان کے لکڑی کے اصلی مکان کے حصے کر کے رکھ دیے گئے ہیں اور گھر کے مرکزی دروازے کے سامنے بنے برآمدے میں ان دونوں عظیم بھائیوں کی قد آدم تصویر بھی رکھی گئی ہے جس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اس ہال میں آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں جبکہ وہاں آنے والے بھی چند لمحے رائٹ برادرز کی تصویر کے سامنے کھڑے ہو کر ان سے ملاقات کر کے جاتے ہیں۔ ایرواسپیس میوزیم میں داخل ہونے سے پہلے ہم نے اردو کا محاورہ ''چاند کا ٹکڑا'' سن رکھا تھا لیکن یہ وہ جگہ ہے جہاں نہ صرف ہم نے چاند کا ٹکڑا دیکھا بلکہ اسے چھو کر بھی دیکھا۔ اب ہم اس فخر سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم ''چاند کے ٹکڑے'' کو چھو کر دیکھ آئے۔

سیاٹل میں ورلڈ افیئر کونسل کی ٹی پارٹی میں شرکت اس لحاظ سے ایک اچھا تجربہ ثابت ہوئی کہ اس میں مختلف شعبوں میں کام کرنے والے نوجوان امریکیوں سے ملاقات کا موقع ملا اس دن چونکہ صدارتی تقریر بھی تھی اس لئے زیادہ تر لوگ صدارتی میدواروں کی تقریر دیکھنے میں مصروف رہے۔ مگر اس پارٹی میں میرے جیسے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو صدارتی امیدواروں کی تقریر سے زیادہ پارٹی میں شریک دوستوں اور مہمانوں سے بات چیت کرنے کو ترجیح دے رہے تھے کیونکہ تقریر تو دوبارہ بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ یہ ملاقات اس لحاظ سے اہم رہی کہ ہمیں مختلف اہم معاملات کے بارے میں اپنی بات کہنے اور ان کی باتیں اور سوالات سننے کا موقع ملا۔

کردار ہے اور وہ کیسے کام کرتا ہے۔ میڈیا کے حوالے سے یہ بات کہنا ضروری ہے کہ آزادی کے باوجود امریکی میڈیا ضابطہ پاکستان میں چونکہ بحری سفر کے مواقع دستیاب نہیں ہیں اس لئے مجھے پہلی بار سیاٹل سے ٹیلی کم آئی لینڈ تک بحری سفر کا موقع ملا۔ یہ سفر ہمارے دورے کے تفریح کا حصہ تھا۔

اس سے قبل ہم واشنگٹن ڈی سی میں مشہور ''وریکا'' سرکس دیکھ چکے تھے۔ وہ بھی میرا کوئی سرکس دیکھنے کا پہلا ہی موقع تھا کیونکہ پاکستان میں کوئی اعلیٰ معیار کے سرکس نہیں ہوتے۔ ٹیلی کم آئی لینڈ پر امریکن انڈینز کا چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں سمندر کے کنارے کرسمس ٹریز کا گھنا جنگل ہے۔

سب سے پہلے یہ معلوم ہوا کہ امریکہ میں لوگوں کی صبح 4 بجے سے ہی شروع ہو جاتی ہے اور ہر ریڈیو اسٹیشن سے ہونے والی دلچسپ باتوں کے درمیان مختلف ہائی ویز پر ٹریفک اور موسم کی صورتحال سے لوگوں کو آگاہ کیا جارہا تھا۔ جبکہ ریڈیو پر چلنے والے اشتہارات بھی پاکستان کے ریڈیو اشتہارات سے بہت مختلف اور دلچسپ تھے۔ واشنگٹن ڈی سی میں تو وائس آف امریکہ اردو سروس کے دفتر ہی جاسکے، جہاں کئی سینئر براڈ کاسٹرز سے ملاقات ہوئی جنہوں نے ہمیں گرم جوشی سے خوش آمدید کہا۔ سیاٹل میں ہمیں وہاں کے مشہور ریڈیو KUOW 94.9 میں جانے کا موقع ملا۔ یہ ایک پبلک ریڈیو اسٹیشن ہے جو سیاٹل کے شہریوں کی جانب سے دی جانے والی رقوم سے چلتا ہے۔

بلاشبہ سیاٹل دنیا کا حسین ترین شہر ہے، کراچی جیسے پرہجوم اور پرشور شہر سے آنے والے میرے جیسے شخص کے لئے یہ جگہ اس لئے بھی بہت اچھی تھی کہ ڈاؤن ٹاؤن میں بھی ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھا حالانکہ وہاں 70-60 منزلہ عمارتیں موجود تھیں۔ یہاں کا موسم ٹھنڈا لیکن لوگ گرم جوش ہیں۔ سیاٹل شہر کے ایک خوبصورت اسکوائر میں کسی گاہک کے انتظار میں کھڑی تانگے والی سے ہم نے بات کی تو اس کی گفتگو میں وہی سادگی تھی جس کی توقع آپ کسی گاؤں میں رہنے والے شخص سے رکھ سکتے ہیں۔ لباس اور گفتار سے وہ وائلڈ ویسٹ کے دور کی لگ رہی تھی۔ سیاٹل میں اسلامی اسکول کا دورہ بھی اہم رہا۔ اس اسکول کی روح رواں ایک امریکی مسلم خاتون ہیں، جو اپنے رکھ رکھاؤ سے اپنی طرف کی ہی کوئی بزرگ خاتون لگتی تھیں، جن کے امریکی شوہر نے یہ اسکول شروع کیا تھا اور وہ خود اپنے شوہر کے مسلمان ہونے کے کافی دن بعد میں مسلمان ہوئی تھیں۔ اس اسکول میں پڑھانے والی خواتین بھی امریکی مسلمان ہی تھیں جبکہ اس اسکول میں پڑھنے والے بچے مختلف ممالک سے آئے ہوئے تھے۔

کیلامازو چونکہ ایک چھوٹا سا اور کافی خاموش شہر ہے۔ کراچی میں جہاں راتوں کو دیر تک سڑکوں پر رونق رہتی ہے وہاں کیلامازو کا مرکزی تجارتی علاقے کی سڑکیں جب شام کو پانچ بجے ہی سے سنسان ہوگئیں تو یہ میرے لئے کافی حیران کن تھا۔ اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہ تھی کہ شام کو 7-6 بجے کے درمیان لوگوں کو ہوٹل میں کینڈل لائٹ ڈنر کرتے ہوئے دیکھ کر کافی حیرت ہوئی۔ کیونکہ اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ وہ پرانے وقتوں میں مغرب کے وقت ہی رات کا کھانا کھالیا کرتے تھے۔ ان لوگوں کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ کیلامازو کے لوگ اب بھی اس پرانی روایت کی پاسداری کررہے ہیں۔

امریکہ میں وہ سب کچھ ہے، جس کے بارے میں ہم تصور کرسکتے ہیں۔ لیکن سفر کے دوران ملنے والے لوگوں سے گفتگو کے دوران یہ باتیں سامنے آتی رہیں کہ امریکی معیار زندگی برقرار رکھنا مشکل ہورہا ہے۔ امریکہ میں جہاں لمبی لمبی چمکتی دمکتی گاڑیوں اور بلند و بالا عمارتوں اور خوشنما آبادیوں کو دیکھ کر دل خوش ہوجاتا ہے وہیں سڑکوں اور بازاروں میں چلتے پھرتے ایسے لوگ بھی نظر آجاتے ہیں جن کی شکل اور حلیے سے ہی مفلسی جھلکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ امریکہ پر قدرت کی مہربانیاں اپنی جگہ، لیکن اس ترقی کے پیچھے عوام کی محنت اور قیادت کی بصیرت نے بہت کام کیا

سی ایٹل میں اسلامی اسکول کی پرنسپل، استانی اور مالکن۔

سی ایٹل میں اسلامی اسکول کا ایک منظر۔

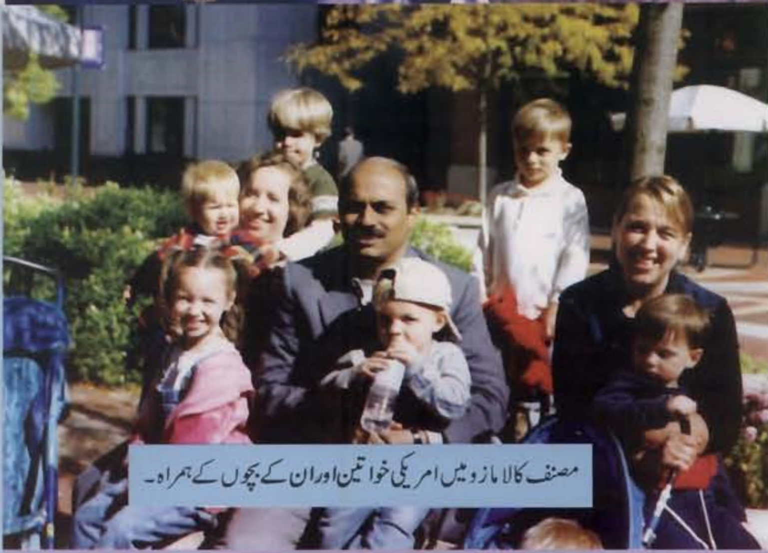

مصنف کالا مازو میں امریکی خواتین اور ان کے بچوں کے ہمراہ۔

وہاں بنے ریسٹورانٹ میں امریکن انڈینز نے اپنی لوک کہانی پر مبنی اسٹیج ڈرامہ بھی پیش کیا جو بہت دلچسپ تھا جبکہ اس ڈرامے کے لئے لگایا گیا سیٹ بھی بہت ہی منفرد تھا۔

امریکہ پہنچ کر میڈیا کے جس شعبے نے مجھے اپنی جانب سب سے زیادہ متوجہ کیا وہ ریڈیو تھا۔

"امریکہ میں مسلمان مکمل آزادی سے رہ رہے ہیں"

ڈاکٹر رضا بخاری ایک پاکستانی نژاد امریکی ہیں، جو گزشتہ اٹھارہ سال سے امریکہ میں مقیم ہیں۔ وہ پاکستان امریکن پبلک افیئر ز کمیٹی کے صدر ہیں۔ آپ ایک میڈیکل ڈاکٹر اور ایک کثیر الملکی پتھالوجی کمپنی کے چیف ایگزیکٹو آفیسر بھی ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے پاکستان کا دورہ کیا تو "خبر ونظر" نے ان سے بات چیت کی جس کے اہم اقتباسات قارئین کی نذر ہیں۔

ڈاکٹر رضا بخاری انٹرویو ریکارڈ کرا رہے ہیں۔

خبر ونظر: بخاری صاحب۔ پاکستان میں عام تاثر یہ ہے کہ امریکہ میں رہائش پذیر پاکستانی خواہ قانونی طور پر امریکی شہری ہی کیوں نہ ہوں بڑے دباؤ میں رہتے ہیں۔ اس میں کہاں تک سچائی ہے؟

ڈاکٹر بخاری: میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی سچائی ہے۔ ہر شخص کی اپنی سوچ ہوتی ہے۔ امریکہ محض ایک ملک نہیں ہے۔ یہ پچاس ریاستوں پر مشتمل ایک براعظم کی حیثیت رکھتا ہے، جہاں 300 ملین لوگ رہتے ہیں۔ ہر قومیت کے لوگ وہاں آباد ہیں۔ ہر کمیونٹی کی اپنی خوبیاں ہیں، ہر کمیونٹی کی اپنی کمزوریاں ہیں۔ یہاں تنوع ہے۔ ہم امریکہ میں کہتے ہیں کہ امریکہ کی جو طاقت ہے، وہ اس کے چھوٹے کاروبار میں مضمر ہے۔ اس کے متوسط طبقے میں اور اس کے سماجی نظام میں مضمر ہے۔ امریکہ کی قوت اس کے تارکین وطن کے تنوع میں بھی مضمر ہے۔ لہٰذا یہ کہنا درست نہیں کہ پاکستانی یا مسلمان امریکہ میں دباؤ میں رہتے ہیں۔ سب لوگ اپنا اپنا کام کرتے ہیں۔ امریکہ میں مذہب ہر شخص کا ذاتی معاملہ ہے۔ کوئی بارہ چودہ سو مسجدیں ہیں امریکہ میں۔ ہماری پاکستانی کمیونٹی کے زیادہ تر لوگ نیوجرسی اور نیویارک میں رہتے ہیں۔ ان کا وہاں گویا چھوٹا سا پاکستان ہے۔ وہاں لوگ شلوار قمیض پہنتے ہیں، اور پوری طرح اپنے کلچر کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ جب آپ آزادی کے ساتھ کسی ملک میں رہ سکیں تو پھر یہ تاثر درست نہیں ہوتا کہ وہاں آپ کو پریشانی ہے۔

خبر ونظر کیا امریکہ میں مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل ہے؟ اور کیا وہ امریکی معاشرے میں اپنی مذہبی رسومات بغیر کسی ڈر اور خوف کے ادا کر سکتے ہیں؟

ڈاکٹر بخاری: بالکل۔ امریکہ میں تقریباً 5 یا 6 ملین مسلمان ہیں جن میں سے نصف نو مسلم ہیں اور بہت سے افریقی نژاد امریکی ہیں۔ امریکہ میں اسلام نیا نہیں ہے۔ اسلام وہاں ابتدائی دنوں سے موجود ہے، جب غلاموں کو لانے والے جہاز ورجینیا کی بندرگاہوں پر پہنچتے تھے۔ زیادہ تر مسلمان امریکہ کے اندر ساٹھ اور ستر کے عشرے میں آئے، جو مشرق وسطیٰ سے اور پاکستان اور انڈیا سے آئے ہیں۔ ان کی تعداد دو ملین یا اس طرح کی کچھ ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ان میں چوالیس فیصد پاکستان سے آئے ہیں۔ اس طرح پاکستانی کافی تعداد میں ہیں۔ یہ پاکستانی اپنی عید مناتے ہیں۔ رمضان کے روزے رکھتے ہیں۔ وہاں اتوار کو مسلمانوں کے چلنے والے اسکول بھی ہیں۔ امریکہ میں 1400 اسلامی مراکز اور مساجد ہیں۔ مسلمان وہاں اکٹھے ہوتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، تہوار مناتے ہیں۔ گیارہ ستمبر کے واقعے کے بعد بھی مسلمانوں کی حالت اچھی ہے۔ اس واقعے کے بعد ان میں اپنی شناخت اور اپنے عقیدے کے حوالے سے نیا احساس آیا ہے۔ وہ خوشحالی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ جہاں تک عید اور دوسرے تہواروں کا تعلق ہے تو یہ بات قابل ذکر ہے کہ وائٹ ہاؤس میں سرکاری طور پر افطار پارٹی ہوتی ہے۔ وزیر خارجہ رائس افطار پارٹی دیتی ہیں۔

خبر ونظر آپکے خیال میں مس کیرن ہیوز کے بعد آنے والوں کو کس قسم کی مشکلات درپیش ہونگی اور اُنکو کن چیلینجز کا سامنا ہوگا؟ اور منفی تاثر کو دُور کرنے کیلئے کیا کیا جانا چاہیئے؟

ڈاکٹر بخاری: ایک ارب یا اس سے زائد مسلمان کیا سوچ رکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ امریکہ کا کیا رویہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ سب مسلمانوں کے لئے اہم بات ہے اور یہ ایک بڑا چیلنج ہے تاہم یہ امریکہ میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے چیلنج نہیں ہے۔ جو مسلمان امریکہ میں رہ رہے ہیں، ان کو ایک پریشانی ضرور ہے زیادہ تر عراق میں جنگ اور افغانستان کے مسئلے کے حوالے سے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ امریکہ اسلام کے خلاف جنگ کر رہا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کر رہا ہے۔ پاکستان میں 2005 میں جب زلزلہ آیا تھا تو اس سانحے پر 24 گھنٹے کے اندر امریکہ میں 510 ملین ڈالر کے عطیات جمع ہو گئے تھے۔ صدر بش نے امداد کے لئے فوجی پاکستان بھیجے جنہوں نے لاتعداد جانیں بچائیں۔ امریکی لوگوں کے کردار کو سمجھنے کیلئے ان اقدامات کو سمجھنا ضروری ہے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ لوگوں کے مابین رابطے ہونا ضروری ہیں۔

پاکستان کے ساتھ امریکی تعلقات بہت اہم ہیں: سینیٹر لیبر مین

سینیٹر جوزف لیبر مین راولپنڈی میں صدر مملکت پرویز مشرف سے ملاقات کر رہے ہیں۔

سینیٹر جوزف لیبر مین اسلام آباد میں قائم مقام وزیر اعظم محمد میاں سومرو سے ملاقات کر رہے ہیں۔

سینیٹر جوزف لیبر مین اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں۔

پریس کانفرنس میں شریک ملکی و غیر ملکی اخبار نویس۔

امریکی سینیٹر جوزف لائبر مین (Lieberman) نے اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ کانگریس کی دونوں جماعتیں پاکستان کے ساتھ وسیع البنیاد اور طویل المیعاد تعلقات کو فروغ دینے میں گہری دلچسپی رکھتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ اور پاکستان کی اقدار اور مفادات ایک جیسے ہیں۔

سینیٹر لائبیر مین نے 9 جنوری کو اپنے پاکستان کے دورے کے اختتام پر ایک پرہجوم اخباری کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے ساتھ امریکی تعلقات بہت اہم ہیں۔

امریکی سینیٹر نے کہا کہ صدر پرویز مشرف اور وزیر اعظم سومرو نے مجھے یقین دلایا ہے کہ انتخابات 18 فروری کو ہی ہوں گے اور یہ آزادانہ، منصفانہ اور شفاف انداز میں کرائے جائیں گے۔ " منصفانہ انتخابات پاکستان کے مستقبل کیلئے ضروری ہیں"۔

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سینیٹر لائبیر مین نے کہا" مجھے پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کے تحفظ کا دوبارہ یقین دلایا گیا ہے اور میں اس سلسلے میں جنرل خالد قدوائی کی بریفنگ سے متاثر ہوا ہوں"۔

ایک اور سوال کے جواب میں امریکی سینیٹر نے کہا کہ میں نے صدر پرویز مشرف سے پاکستان میں آزادیٔ صحافت کا مسئلہ اٹھایا تھا۔

پاکستان کی قدیم ثقافت قابلِ ستائش ہے: سفیر پیٹرسن

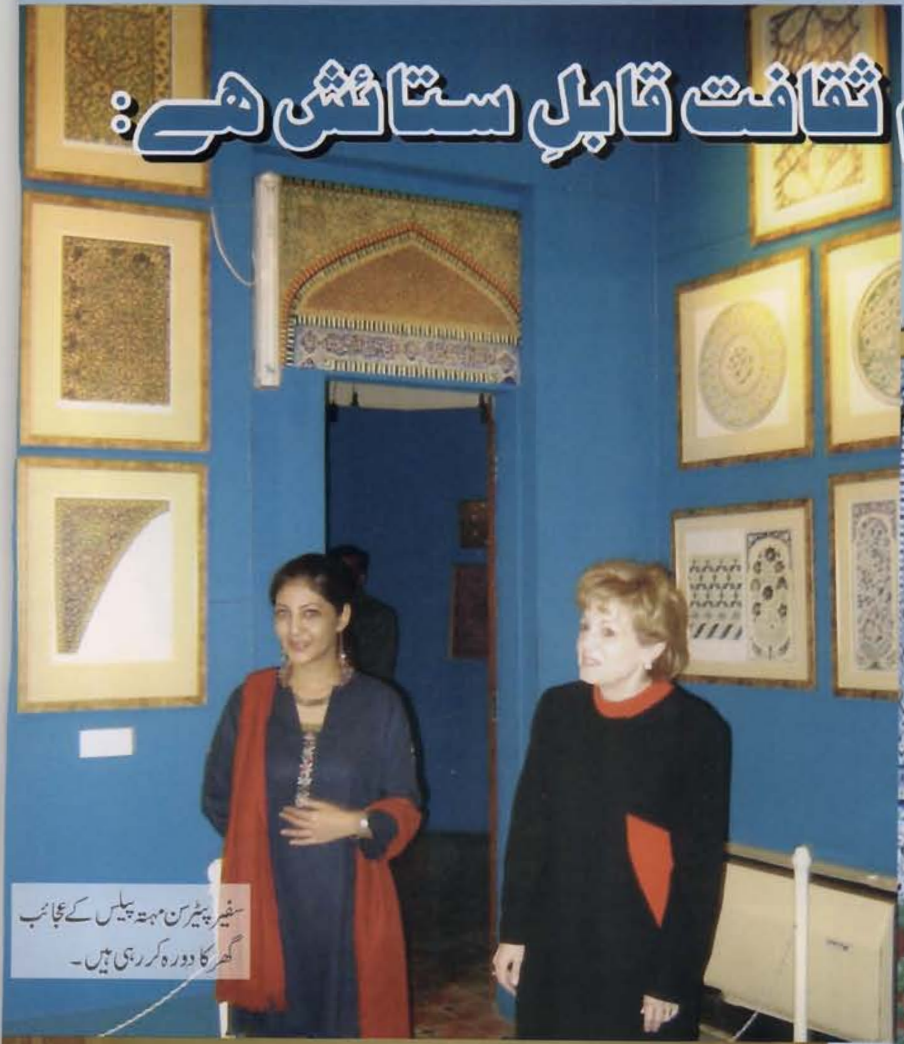

سفیر پیٹرسن موہٹہ پیلس کے عجائب گھر کا دورہ کر رہی ہیں۔

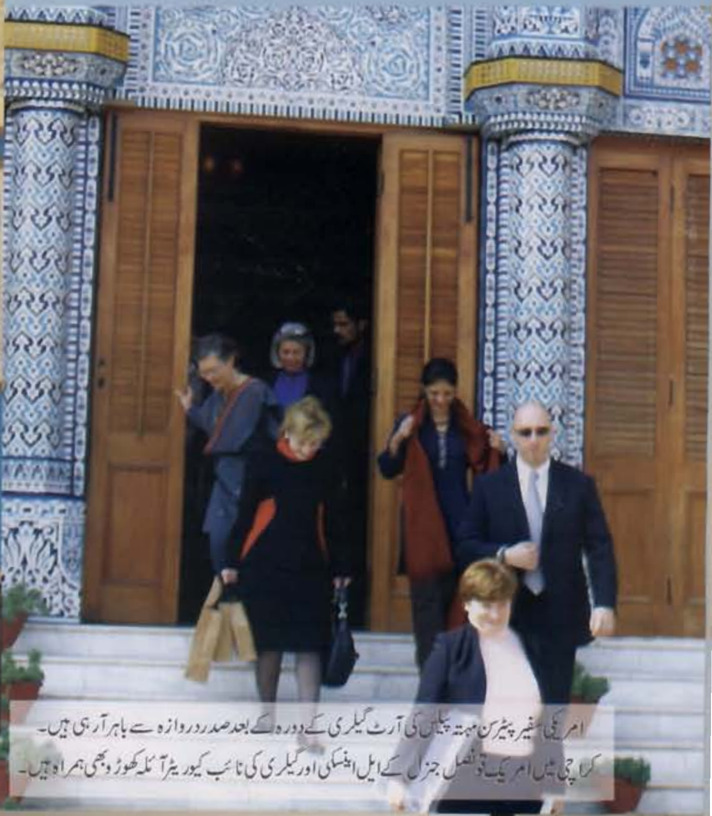

امریکی سفیر پیٹرسن موہٹہ پیلس کی آرٹ گیلری کے دورہ کے بعد صدر دروازہ سے باہر آ رہی ہیں۔
کراچی میں امریکی قونصل جنرل کے ایل اینسکی اور گیلری کی نائب کیوریٹر آئلہ کھوڑو بھی ہمراہ ہیں۔

امریکی سفیر این ڈبلیو پیٹرسن بلاول ہاوس کراچی میں پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین آصف علی زرداری کے ہمراہ

امریکی سفیر ممتاز قانون دان منیر اے ملک کے ہمراہ

پاکستان میں متعین امریکی سفیر این ڈبلیو پیٹرسن نے 26 جنوری کو کراچی میں مہتہ پیلس کے سرامکس ٹائلز کی خصوصی نمائش دیکھی اور اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کو اپنی قدیم ثقافت اور تاریخ پر بجا طور پر فخر ہے جس کو وہ قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔

امریکی سفیر نے مہتہ پیلس میں قائم عجائب گھر کا دورہ کیا اور سندھ کی تہذیب تک کے منقش ٹائلز کی نمائش کو سراہا۔

اپنے دورہ کراچی کے دوران، امریکی سفیر پیٹرسن نے بلاول ہاؤس کا بھی دورہ کیا اور بینظیر کے شوہر اور پی پی پی کے چیئرمین آصف علی زرداری سے اظہار تعزیت کیا۔

اعلیٰ امریکی سفارتکار نے کراچی کے ناظم مصطفیٰ کمال سے کراچی واٹر سیوریج بورڈ کے دفتر میں ملاقات کی اور کراچی کیلئے بلدیہ حکومت کے ترقیاتی منصوبوں کے بارے میں بات چیت کی۔

امریکن بزنس کونسل کے ارکان سے ملاقات کے دوران امریکی سفیر نے پاکستان میں امریکی سرمایہ کاری کے فروغ کے حوالے سے پاکستان کی معاشی صورت حال پر گفتگو کی۔

سفیر امریکہ نے ایم کیو ایم کے نائب رہنما ڈاکٹر فاروق ستار، قانون دان منیر اے ملک اور مینجمنٹ ایسوسی ایشن آف پاکستان کے چیف ایگزیکٹو فاروق حسن سے بھی ملاقاتیں کیں۔

مہتہ پیلس آمد کے موقع پر امریکی سفارتکاروں کا استقبال کیا جا رہا ہے۔

امریکی سفیر پیٹرسن کراچی واٹر سیوریج بورڈ کے دفتر میں شہر کے ناظم مصطفیٰ کمال سے ملاقات کر رہی ہیں۔

امریکی سفیر پیٹرسن گل مہر آرٹ گیلری کے دورہ کے دوران آرٹسٹ شکیل صدیقی اور شاہین صدیقی کے ہمراہ

امریکہ

تحمل اور برداشت رکھنے والا معاشرہ

تحریر: سید حسن رضا

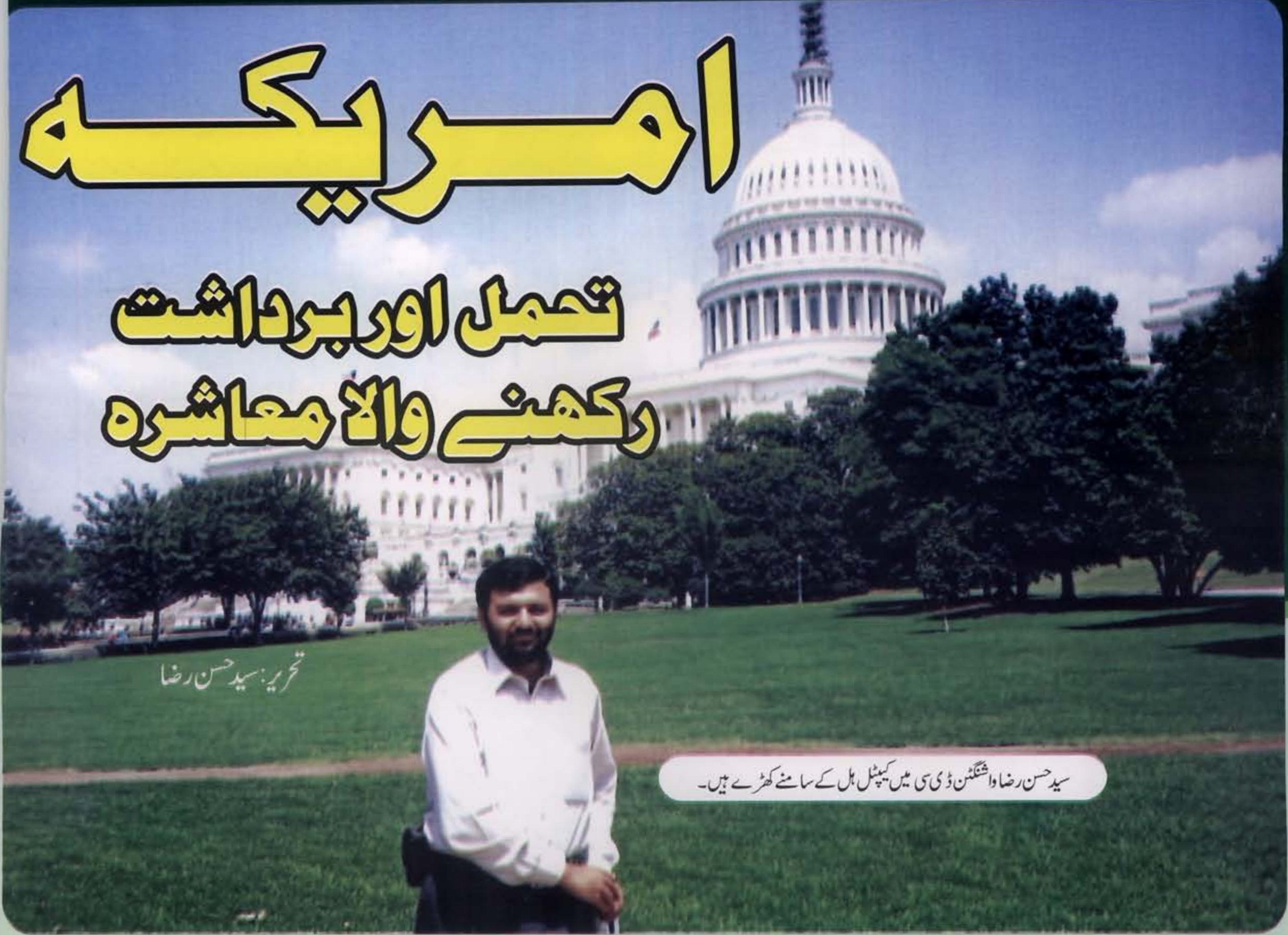

سید حسن رضا واشنگٹن ڈی سی میں کیپٹل ہل کے سامنے کھڑے ہیں۔

آپ کسی بھی پیشے سے تعلق رکھتے ہوں، یہ بہت ضروری ہوتا ہے کہ کبھی کبھی روزمرہ کے معمولات سے کچھ وقت نکال کر زندگی میں تبدیلی لائی جائے اور اپنے علم، مہارت اور تجربے کو تازہ معلومات سے آراستہ کیا جائے۔ مجھے اس طرح کا ایک موقع اس وقت ملا، جب پاکستان میں امریکی تعلیمی فاؤنڈیشن اور امریکی محکمہ خارجہ نے پاکستان کے انگریزی زبان کے 13 اساتذہ کو یونیورسٹی آف کیلیفورنیا، لاس اینجلس بھیجنے کا انتظام کیا، جہاں ہم نے پروفیشنل ڈیولپمنٹ پروگرام میں شرکت کی۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا اہم ہے کہ ہندوستان سے بھی 13 اساتذہ اس پروگرام میں حصہ لے رہے تھے۔ اس طرح ہمارا یہ پروگرام امریکہ، پاکستان اور ہندوستان کی خوبصورت مثلث بن گیا۔

میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت تصور کرتا ہوں کہ امریکی تعلیمی فاؤنڈیشن نے دوسرے 12 اساتذہ کے ساتھ مجھے بھی منتخب کیا۔ ہم 24 جون 2007 کو لاس اینجلس پہنچے۔ یہ ایک بالکل نئی دنیا تھی۔ لاس اینجلس لندن سے بہت مختلف تھا، جسے میں پہلے دیکھ چکا تھا۔ یہاں کا موسم، یہاں کے لوگ اور خود یہاں کی یونیورسٹی، سب کچھ مختلف تھا۔ یہاں آنا ہمارے لئے بالکل نیا اور یادگار تجربہ تھا۔ پروفیسر Val D Rust نے ہمیں لاس اینجلس ائیرپورٹ سے لیا اور یونیورسٹی کے Hitch Suites پہنچایا۔ انھوں نے ہمیں لاس اینجلس شہر اور ریاست کیلیفورنیا کے بارے میں بہت سی مفید معلومات دیں۔ اگلی صبح ہم نے مُور ہال میں تعارفی پروگرام میں شرکت کی اور پورے کیمپس کا دورہ کیا۔ شام کو پروفیسر ماری جانا کی طرف سے ہمیں شاندار خیر مقدمی ڈنر دیا گیا۔

ہمارا کلاس کا شیڈول بہت مصروف ہوتا تھا، لیکن عملی تربیت کے طریقہ کار کی وجہ سے بوریت نہیں ہوتی تھی۔ ہم خاص طور پر ہفتہ وار چھٹیوں کا بہت انتظار کیا کرتے تھے، کیونکہ ان چھٹیوں میں ہم مختلف جگہوں کی سیر کرنے جاتے تھے۔ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ میں

لاس اینجلس میں پروفیسر ماری جانا کے عشائیہ میں بھارت کی شکتی، انیل، نینا، مندیپ اور پاکستان کی فاطمہ کے ساتھ۔

لاس اینجلس میں یونیورسٹی آف کیلی فورنیا کے کیمپس میں اپنی سند کے ساتھ۔

کبھی ہالی وُڈ، یونیورسل اسٹوڈیوز یا ڈزنی لینڈ دیکھ سکوں گا۔ ان تمام جگہوں کی سیر نے لاس اینجلس میں ہمارے قیام کو اور خوبصورت بنا دیا۔

امریکی معاشرہ ایک نہایت متنوع معاشرہ ہے، جو کئی ثقافتوں سے مل کر بنا ہے، اور کیلیفورنیا بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ انگریزی کے ساتھ ساتھ یہاں لوگ ہسپانوی بھی بول رہے ہیں۔ جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا، وہ امریکی معاشرے کی جمہوری اقدار تھیں، خواہ یہ ریاستوں کے درمیان ہوں، یا لوگوں کے درمیان۔ یہاں تمام لوگوں کی رائے کا احترام کیا جاتا ہے اور ان کی عزت کی جاتی ہے۔ یہاں ہر جگہ تحمل اور برداشت نظر آتی ہے۔

ہم لاس اینجلس میں ایک ماہ سے زائد قیام کے بعد واشنگٹن ڈی سی آئے۔ لاس اینجلس چھوڑتے ہوئے ہم سب بہت اداس تھے۔ ہم نے لاس اینجلس میں بہت خوبصورت وقت گزارا تھا، جسے بھلایا نہیں جا سکتا۔ تاہم واشنگٹن ڈی سی کی اپنی کشش ہے۔ وہاں ہم نے لائبریری آف کانگریس، کیپیٹل بلڈنگ، کینیڈی سنٹر اور باقی جو کچھ دیکھا، وہ بھی قابل دید اور یادگار تھا۔ پاکستان کے سفارتخانے اور امریکی محکمہ خارجہ بھی جانا ہوا۔ محکمہ خارجہ میں ہم نے حکام کو بتایا کہ یونیورسٹی آف کیلیفورنیا میں انگریزی زبان کے استاد کی حیثیت سے ہمیں کس طرح تربیت حاصل کرنے کا منفرد موقع ملا۔ ہم نے انھیں یہ بھی بتایا کہ ہندوستان اور پاکستان میں استاد کو ٹیکنالوجی کی سہولیات دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

5 اگست کو ہم امریکہ کو الوداع کہہ رہے تھے۔ پہلے ہم لاس اینجلس چھوڑنے کی وجہ سے اداس تھے، اب واشنگٹن ڈی سی سے بھی جا رہے تھے، جس سے یہ اداسی اور بڑھ گئی تھی۔ صبح کے وقت ورجینیا میں ہالی ڈے اِن ہوٹل میں ہم نے اور ہمارے امریکی دوستوں نے پُرنم آنکھوں کے ساتھ اپنے ہندوستانی دوستوں کو الوداع کہی۔

تعلیم و تربیت کے ایک قیمتی موقع سے فائدہ اٹھانے کے بعد ہم میں سے ہر شخص وطن واپس جانے کو بے قرار تھا، جہاں اسلام آباد ایئرپورٹ پر ہمارے عزیز و اقارب نے ہمارا استقبال کیا۔

" مضمون کے مصنف سید حسن رضا انگریزی زبان کے استاد ہیں۔ انھوں نے جون سے اگست 2007تک یونیورسٹی آف کیلیفورنیا، لاس اینجلس میں پروفیشنل ڈیویلپمنٹ پروگرام میں شرکت کی، جس کا انتظام امریکہ کا محکمہ خارجہ کرتا ہے"۔

سمندری کچھوؤں کے تحفظ کا پروگرام:

امریکی سفارتی عملہ کا دورۂ ہاکس بے

کچھوؤں کے تحفظ کے پروگرام کی ڈائریکٹر ڈاکٹر فہمیدہ اسرار ہاکس بے میں کچھوؤں کے تحفظ کے حوالے سے قونصل جنرل کے ایل اینسکی سے تبادلہ خیال کر رہی ہیں۔

امریکی قونصل خانہ کے ارکان ایک مادہ کچھوا دیکھ رہے ہیں جو اپنا گھر بنانے میں مصروف ہے۔

کراچی میں امریکہ کی قونصل جنرل کے ایل اینسکی اور قونصل خانے کے پانچ دوسرے ارکان نے ہاکس بے ، کراچی میں سندھ کے جنگلی حیات کے محکمے کے سمندری کچھوے کی حفاظت کے پروگرام کی ایک تقریب میں شرکت کی اور اس طرح قونصل خانے کی طرف سے دو کمیاب نسل کے کچھوؤں Olive Ridleyاور سبز کچھوے کے تحفظ میں اپنی گہری دلچسپی کا اظہار کیا، جن کی نسل معدوم ہونے کا خطرہ ہے۔

کچھوؤں کے حفاظتی پروگرام کے تحت مادہ کچھوا جب انڈے دیتی ہے تو ان انڈوں کو اکٹھا کر کے ایک محفوظ مقام پر پہنچایا جاتا ہے، تاکہ ان سے بچے نکل سکیں۔ 60-40 دن تک ان انڈوں کو دھوپ میں رکھا جاتا ہے، جس کے بعد رات کے وقت ان سے بچے نکل آتے ہیں۔ قونصل خانے کے ملازمین نے کچھوے کے بچوں کو سمندر میں چھوڑنے کے کام میں بھی حصہ لیا۔ اس موقع پر قونصل جنرل اینسکی نے کہا کہ ''اس کمیاب نسل کے کچھوؤں کی حفاظت کے کام میں حصہ لینا کتنا اچھا لگتا ہے۔'' انھوں نے یہ تجویز بھی پیش کی کہ کراچی کے اسکولوں کے بچوں کو بھی کچھوے کی حفاظت کے پروگرام میں شریک کیا جانا چاہئے تاکہ ابتدائے عمر سے ہی ان میں شعور پیدا ہو جائے کہ کمیاب جانوروں کی حفاظت کتنی ضروری ہے۔

پاکستان کو ان سمندری کچھوؤں کی حفاظت کے لئے عالمی سطح پر اہم مقام حاصل ہے، کیونکہ پاکستان کے ریتلے سمندری ساحل بحر ہند کے اُن چند باقی ماندہ مقامات میں شامل ہیں، جہاں یہ کچھوے انڈے دیتے ہیں۔ سندھ کے جنگلی حیات کے محکمے کی ڈپٹی کنزرویٹر ڈاکٹر فہمیدہ اسرار اور تحفظ کچھوا منصوبے کے گیم آفیسر عدنان حمید خان نے قونصل خانے کے عملے کو سندھ ٹرٹل میوزیم کی سیر بھی کرائی اور بتایا کہ کچھوے کے قدرتی رہائشی مقامات کی حفاظت ، ان کے انڈے دینے کے مقامات کی حفاظت، انڈوں سے بچے نکلوانے کے انتظامات، کچھوے کے بارے میں مفصل ڈیٹا بیس تیار کرنے اور کچھوے کی نقل و حرکت ریکارڈ کرنے سے ایسی بہت سی مفید معلومات ملتی ہیں، جو ان کمیاب کچھوؤں کی نسل بچانے کے لئے بہت ضروری ہیں۔